بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

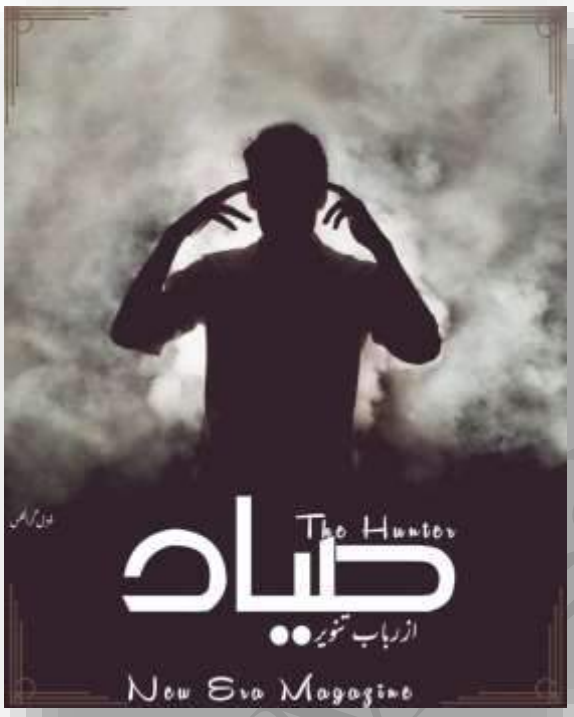

رباب تنویر نے یہ ناول(صیاد) صرف اور صرف نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھا ہے۔اس ناول(صیاد)کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیو ایرا میگزین (New Era Magazine)کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیو ایرا میگزین

****

یہ منظر دنیا کے آخری کونے نوروے Norway کے دارالحکومت اوسلو oslo میں بنے ایک گھر کا تھا. یہ گھر ٹیرسڈ ہاؤس tarraced house کی طرز کا تھا. اس گھر کو اوسلو کے روایتی انداز میں پھولوں کی مدد سے سجایا گیا تھا. داخلی دروازے سے گزرتے ہی بائیں جانب مڈروم mudroom موجود تھا جس میں باہر سے آنے پر مٹی سے لدے جوتے اور کوٹ رکھے جاتے تھے. فرش پر ایک شوڈرائیر dryer Shoe رکھا تھا کچھ فاصلے پر دیوار کے ساتھ ایک کلوزیٹ بنائی گئی تھی. چھوٹی سی راہداری کے بعد دائیں جانب کچن اور بائیں جانب ٹی-وی لاؤنج تھا. راہداری کے اختتام پر دو کمرے تھے. یہ حصہ اندھیرے میں ڈوبا تھا .

ایک کمرے کا دروازہ کھلا تھا. اندر جھانکو تو کمرے کے وسط میں بلونڈ بالوں والی لڑکی کھڑی تھی. وہ رف سے ٹراؤزر اور فل سلیوز شرٹ میں ملبوس تھی. یہ کمرہ ریسرچ لیب کی طرز کا تھا. چاروں طرف شیشے کے دروازوں والے لیب فریزرز میں انسانی جسم کے مختلف سپیسیمن (نمونے) موجود تھے جو شاید کسی یونیورسٹی سے معائنے کے لیے لائے گئے تھے. لڑکی سے کچھ فاصلے پہ ٹیبل تھی جس پر کاغذات, ٹیبل لیمپ اور مائیکروسکوپ موجود تھا. لڑکی کا نیم رخ واضح تھا. وہ ایڈجسٹیبل فوکس گلاسز focus glasses adjustable لگائے سپیسیمن کا معائنہ کرتی اور پھر جھک کر کاغز پر کچھ لکیریں گھسیٹتی. کچھ لمحوں بعد اس

نے نمونے کو واپس اس کی جگہ پر رکھا اور ایک چٹ اس پر لگائی. اس چِٹ پر یہ الفاظ درج تھے .

Sample no:32

Left lung

Gender:Male

Age:42

Cause of death:Drug overdose

Time of death:9:30am on 15-04-2018

اب اس لڑکی نے اپنے گلاسز اتارے, کاغذ سمیٹے اور کمرے سے باہر نکل کر دوسرے کمرے کا رخ کیا. اس نے کمرے کی بتیاں جلائیں تو کمرے کا منظر واضح ہوا. یہ درمیانے سائز کا بیڈ روم تھا. سامنے کی دیوار کے آگے گول بیڈ رکھا گیا تھا. بیڈ کے ایک جانب سائیڈ ٹیبل اور دوسری جانب واڈروب رکھی گئی تھی. دائیں جانب ایک رائیٹنگ ٹیبل پر لیپ ٹوپ پڑا تھا. کمرے کی تین دیواریں آف وائیٹ اور بیڈ کے پیچھے کی دیوار مہرون رنگ کی تھی. کمرے کو سجانے کے لیے بلیک ماربل کا استعمال کیا گیا تھا. اس لڑکی نے واڈروب کا رخ کیا. کپڑے لے کر وہ ایک دروازے کی جانب بڑھی کچھ لمحوں بعد وہ نیلی جینز اور بھورے رنگ کا جمپر (بریٹش انگلش میں پورے بازوؤں والے سویٹر کو جمپر کہتے ہیں) پہنے واشروم سے برآمد ہوئی. اب اس کا رخ دائیں دیوار کے آگے لگی ڈریسنگ ٹیبل کی جانب تھا. ڈریسنگ ٹیبل کا ایک دراز کھول کر اس نے

اپنے مخصوص بھورے رنگ کے لینز نکالے. چند لمحے وہ اپنی کالی آنکھوں کو دیکھی رہی پھر انہیں بھورے لینز سے چھپایا. اس نے کمرے میں بنی واحد کھڑکی کا رخ کیا. برف سے ڈھکے پورچ کو دیکھ کر اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی. اوسلو میں نومبر کے مہینے میں برف پڑنا عام بات تھی. نوروے میں سال کے چھ مہینے سردی پڑھتی تھی جن میں سے دو مہینے سورج نہیں نکلتا تھا. مگر اپنی زندگی کے چھبیس سال اس سرد ملک میں گزارنے کے باوجود اس کا جسم اس سردی کا عادی نہ ہو سکا تھی. سردیوں کے شروع کے دن تو وہ برداشت کر لیتی تھی مگر جیسے ہی دسمبر شروع ہوتا سورج کے غائب ہونے کے ساتھ ہی وہ بھی گھر تک محدود ہو جاتی.

اس کی سوچوں کا تسلسل جسٹن بیبر کے گانے لو یور سیلف کی آواز پہ ٹوٹا. اس نے اپنے فون کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں تو فون اسے رائیٹنگ ٹیبل پر پڑا نظر آیا. اس نے فون کی جانب قدم بڑھائے اس کے وہاں جانے تک فون بند ہو چکا تھا اس نے فون کی سکرین روشن کی تو پندرہ مسڈ کالز دیکھ کر اسکے ماتھے پر بل پڑے. لیب میں جاتے وقت اس نے فون یہاں رکھا تھا اور کام کے دوران اس کا فون کو فراموش کرنا تعجب کی بات نہ تھی. شروع سے وہ اپنے کام کے معاملے پیشنیٹ passionate تھی اور کام کے درمیان کسی کی مداخلت اسے سخت ناگوار گزرتی تھی. یہی وجہ تھی کہ ایک ہی شہر میں ہوتے ہوئے اس نے اپنے والدین کے ساتھ رہنے کی بجائے علیحدہ رہنے کو ترجیح دی تھی. وہ ابھی کال بیک کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ فون کی سکرین دوبارہ روشن ہوئی.

اس نے فون اٹھایا اور نورویجین Norwegian زبان میں کال کرنے کی وجہ پوچھی. دوسری جانب سے جواب میں ملنے کی درخواست کی گئی. اس نے ایک نظر گھڑی کی جانب دیکھا پھر ملنے کے لیے راضی ہو گئی. اس کے بات کرنے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ فون کے دوسری طرف موجود شخص کے ساتھ اس کی گہری شناسائی تھی. کچھ دیر بعد اس نے فون بند کیا اور کمرے سے باہر نکلی. راہداری میں بنے کلازیٹ سے اس نے لانگ کوٹ لیا ڈریسنگ روم سے سنیکرز پہنے اور باہر کا رخ کیا. گھر سے باہر نکلتے وقت اس نے کوٹ کی ہوڈ سے سر کو ڈھکا اور گھر کے قریب بنے بس سٹاپ کی جانب بڑھی .

.....

پاکستان کے شہر لاہور کے پی سی ہوٹل کے کمرا نمبر بیس میں اندھیرا چھایا تھا. بیڈ کے نزدیک ایک وجود جھکا بیڈ پر رکھے ٹریولنگ بیگ میں سے کچھ تلاش کر رہا تھا. کچھ لمحوں بعد وہ ہاتھ میں ایک فوٹو فریم لیے سیدھا ہوا. اس شخص کا قد چھ فٹ کے قریب تھا. وہ سپاٹ چہرہ لیے فوٹو فریم کو دیکھتا رہا. کالی پینٹ اور سفید کریو نیک crew neck شرٹ میں اس کا قد نمایاں تھا. اس کی عمر لگ بھگ تیس سال تھی. ڈارک براؤن بال ماتھے پہ بکھرے تھے. وہ اپنے حلیے سے بے نیاز تصویر کی جانب متوجہ تھا.

اسکے ہاتھ میں جو فوٹو فریم تھا اس میں موجود تصویر پانچ لوگوں کی تھی. تصویر کے دائیں جانب 1993 جون لکھا تھا. ان پانچ لوگوں میں ایک لڑکی تھی اور چار لڑکے. لڑکی درمیان میں کھڑی تھی اور لڑکے اس کے گرد. سب کی عمر لگ بھگ پچیس سال تھی. اس تصویر میں وہ

سب مسکرا رہے تھے. ان سب کی آنکھیں ان کی مسکراہٹ کا ساتھ دے رہی تھیں سوائے بائیں طرف کھڑے لڑکے کے. اس کی آنکھوں میں عجیب سی سرد مہری تھی جسے باقی لوگ اپنی خوشی میں محسوس نہ کر پائے تھے .

کچھ دیر بعد اس لڑکے نے تصویر واپس بیگ میں رکھی. اور فون اٹھا کر ایک انٹرنیشنل نمبر ملایا. چہرہ ہنوز سرد تھا. رابطہ ہوتے ہی اس کی بھاری آواز کمرے میں گونجی.

" کام کہاں تک پہنچا؟" شستہ انگریزی میں سوال کیا گیا.

"ابھی کچھ وقت لگے گا باس" دوسری جانب سے بھی انگریزی میں ہی جواب دیا گیا تھا .

" وقت ہی تو نہیں ہے. جتنی جلدی ہو سکے اس کام کو ختم کرو"

"آل رائٹ سر" جواب سنتے ہی اس شخص نے فون بند کیا .

پاس رکھے خاکی لفافے سے چند کاغذات نکالے یہ لاہور سے اسلام آباد کی ٹکٹ تھی فلائٹ کی ٹائیمنگ ایک گھنٹے بعد کی تھی. اس نے ٹریولنگ بیگ کندھے پہ پہنا اور باہر کا رخ کیا .

.....

یہ پاکستان کی سنٹرل جیل ساہیوال کا منظر تھا. سلاخوں کے پیچھے مختلف جرائم میں ملوث مجرم قید تھے. جیلر انٹر کام پر ہدایات سننے کے بعد قیدی نمبر 313 کی جانب بڑھا. اس قیدی کو 15 سال پہلے گرفتار کیا گیا تھا. پندرہ سالوں میں کوئی اس سے ملنے نہ آیا تھا اب جب اس کی سزا ختم ہونے میں چند دن رہ گئے تھے تو کسی ملاقاتی کا آنا جیلر کو حیران کر گیا تھا.

"قیدی نمبر 313 کو ملاقاتی کمرے میں لے جاؤ" جیلر نے حوالدار سے کہا .

"چلو تم سے ملنے کے لیے کوئی آیا ہے" حوالدار کی آواز پر قیدی نے سر اٹھایا. قیدی کی عمر لگ بھگ چالیس سال تھی. بکھرے بال اور بڑھی ہوئی شیو کی وجہ سے اس کے نقوش واضح نہیں ہو رہے تھے. وہ قیدیوں کے مخصوص لباس میں ملبوس تھا. اپنے نام کی پکار پر وہ حیران ہوتا ہوا اس کے پیچھے چل دیا. ملاقاتی کمرے میں پہنچ کر اس نے سر اٹھایا اور اجنبی نظروں سے سامنے بیٹھے نوجوان کو دیکھا. آہٹ پر اس نوجوان نے سر اٹھایا. وہ لگ بھگ انیس سال کا دبلا لڑکا تھا. اس کا قد خاصا لمبا تھا. چہرے پہ بلوغت کا رواں نمایاں تھا جسے ایک بار بھی شیو نہیں کیا گیا تھا. وہ شارٹ زاور ٹی شرٹ میں ملبوس تھا .

"کون ہو تم؟" لمحے کی تاخیر کیے بغیر قیدی نے سوال کیا .

" مرتضیٰ علوی کا بیٹا" اس نے سرد آواز میں جواب دیا.

"مرتضیٰ کیسا ہے؟" قیدی نے بے تابی سے سوال کیا .

اس کے سوال پر نوجوان اسے کچھ لمحے دیکھتا رہا پھر بولا تو اس کی آواز میں درد کو واضح محسوس کیا جا سکتا تھا .

" بابا کا کل صبح...ان.ت...انتقال ہو گیا" کچھ دیر رک کر اس نے اپنے جزبات پر قابو پایا اور پھر کپکپاتے لہجے میں جملہ مکمل کیا .

"انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی وفات کی خبر آپ تک پہنچا دی جائے" .

بہت سے لمحے خاموشی سے سرک گئے. کمرے میں موجود دونوں نفوس اپنے اندر ابھرتے غم کے ریلے کو قابو پانے میں مصروف تھے .

"فرح بھابھی کیسی ہیں؟"قیدی نے اپنی آنکھوں کے نم گوشے صاف کرتے ہوئے نوجوان سے اس کی ماں کے بارے میں سوال کیا .

"کیا آپ واقعی بہت سی باتوں سے بے خبر ہیں؟"اس نوجوان کا ازلی سرد انداز لوٹ آیا .

"کون سی باتیں؟"قیدی کے لہجے میں بے چینی تھی.

"آپ کی سزا کب ختم ہو رہی ہے؟"نوجوان نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا .

"اس مہینے کی تیرہ تاریخ کو"قیدی توقف کیے بغیر بولا .

"چلیں پھر تیرہ کو ملاقات ہو گی."یہ کہتے ہی نوجوان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور خارجی دروازے کی جانب بڑھنے لگا.

"تم نے میرے سوالات کے جواب نہیں دیے".

"تیرہ تاریخ کو آپ کو سب سوالوں کے جوابات دوں گا.تب تک کے لیے اپنے ذہن کو اُن جوابوں کے لیے تیار کر لیں".اس نے مڑ کر جواب دیا اور پھر خود تو چلا گیا مگر قیدی کے لیے غم اور لاتعداد سوچوں کے در وا کر گیا .

.....

شفا انٹر نیشنل ہسپتال اسلام آباد کے پرائیویٹ روم میں ایک عورت بیڈ پر لیٹی تھی.اس کا جسم مختلف ٹیوبز میں جکڑا تھا.وہ عورت لگ بھگ بتیس تینتیس سال کی تھی.اس کا وجود ہڈیوں کے ڈھانچے کی مانند تھا.وہ دماغی بیماری کی مریضہ تھی.اس کی اس حالت کی وجہ ایک شدید جھٹکا تھا.اس جھٹکے سے اس کے دماغ کے سیلز (خلیے) ختم ہو گئے تھے اور اس کا دماغ سکڑ گیا تھا.

اس پرائیویٹ روم میں بیڈ کے بائیں جانب لگے بینچ پر ایک آدمی اور ایک بچہ بیٹھا تھا. اس آدمی کی عمر بیڈ پہ لیٹی عورت کے ہی جتنی تھی. اور اس آدمی کے نقوش بھی عورت سے ملتے جلتے تھے. بچے کی عمر بارہ سال کے قریب تھی. اس کا وجود بہت دبلا تھا. اس کے پاؤں میں گہرا زخم تھا جس میں سے خون رس رہا تھا. مگر اس بچے کے چہرے پر تکلیف کا شائبہ بھی نہیں تھا. وہ ہر احساس سے عاری چہرہ لیے سر جھکائے بیٹھا تھا. پاس بیٹھا شخص کئی مرتبہ اسے مرہم پٹی کروانے کے لیے کہہ چکا تھا. مگر وہ اس کی بات کے جواب میں ایک سرد نظر اس پر ڈال کر دوبارہ سر جھکا لیتا. کچھ لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا اور پاس بیٹھے وجود سے سوال کیا .

"میری آنی کو کیا ہوا ہے؟ "

"وہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہی؟"

"وہ میری بات کا جواب بھی نہیں دے رہیں. آپ نے ان سے ایسا کیا کہا تھا جو ان کا دماغ قبول نہ کر پایا. "اس بچے نے بیڈ پر لیٹے وجود کے متعلق پے در پے سوالات کیے. اس کی آواز میں اپنی آنی لیے فکر تھی. مگر اس کے چہرے پر پریشانی کے کوئی تاثرات نہیں تھے. اس کا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا. شاید اسے اپنے جذبات ظاہر کرنے نہیں آتے تھے. پاس بیٹھا شخص خاموشی سے اس کے بے حس چہرے کو دیکھتا رہا. پھر اپنے درد پر قابو پاتے ہوئے بولا .

"آپکی آنی جلد ٹھیک ہو جائیں گی. "اس شخص نے بچے سے زیادہ خود کو تسلی دی.

"آپ ان کے لیے دعا کریں. "اس شخص کی بات پر بچے نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا. جیسے اس کی بات کا مطلب نہ جان سکا ہو.

وہ شخص اپنی پریشانی میں بچے کی جانب نہ دیکھ پایا تھا. دیکھ لیتا تو شاید اس کی دعا لفظ سے ناواقفیت جان لیتا. کمرے میں دوبارہ سے خاموشی کا راج تھا .

.....

اوسلو کے ہیر فورڈ سٹیک ہاؤس ریسٹورینٹ Steakhouse restaurant Hereford میں گلاس ونڈ کے قریب رکھی ٹیبل پر نورویجین نقوش والا شخص بیٹھا تھا. نظریں ونڈ کے اس پار نظر آتی سڑک پر جمائے وہ شاید کسی کے انتظار میں تھا. اس نے ایک نظر ہاتھ میں پہنی گھڑی کی جانب دیکھا. اسے یہاں آئے پینتالیس منٹ ہو چکے تھے. اگر اس کی مطلوبہ شخصیت رات تک نا آتی تو رات تک اس کے انتظار میں بیٹھنا اس کی مجبوری تھی. کیونکہ یہ اس کے باس کا آرڈر تھا. وہ اپنے دماغ میں آنے والی شخصیت کو اپنے کام کے لیے راضی کرنے کے دلائل سوچ رہا تھا. مگر اسے یہ بات بھی معلوم تھی کہ آنے والی شخصیت نے اس کی ساری دلیلوں کو اپنے ایک جملے سے رد کر دینا تھا. اس کی سوچوں کو بریک اپنی مطلوبہ شخصیت کو آتے دیکھ کر لگی. اس کی مطلوبہ شخصیت ایک لڑکی تھی. وہ لڑکی ارد گرد سے بے نیاز سر جھکائے چلی آ رہی تھی. داخلی دروازے سے اندر آتے ہی اس نے اپنا گرم کوٹ اتار کر بائیں بازو پر ڈالا کیونکہ ہوٹل کا ٹمپریچر باہر کی نسبت خاصا گرم تھا. اندر آتے ہی اس نے متلاشی نگاہ پورے ریسٹورینٹ پر ڈالی اور جیسے ہی اس کی نظر ونڈ کے قریب بیٹھے شخص پر پڑی تو وہ اس کی طرف بڑھی. کوٹ کرسی کی پشت پر رکھ کر وہ اس کے سامنے آ بیٹھی. نورویجین زبان میں خیر مقدم کہنے کے بعد وہ شخص بولا .

" پچھلا کیس کیسا رہا؟"اس شخص نے نورویجین زبان میں سوال کیا .

"میرے کریئر کا سب سے پیچیدہ اور تھکا دینے والا کیس تھا"لڑکی نے جواب دیا .

" مگر اس کیس نے تمھے بہت کچھ دیا بھی تو ہے "

"اس بات میں کوئی شبہ نہیں سائمن کہ اس کیس کی وجہ سے مجھے شہرت ملی ہے. مگر مجھے کبھی اس شہرت کی تمنا نہیں رہی."اس لڑکی نے سنجیدگی سے جواب دیا .

"تم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہوتی جا رہی ہو."اس سائمن نامی شخص نے کہا .

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو."اس کو اپنی ذات کا موضوع گفتگو بننا پسند نہ آیا تھا اس لیے اس نے بحث کیے بغیر اس کی بات مان لی .

"کیا کھاؤ گی؟"وہ اس کی ناگواری بھانپ گیا تھا تبھی ویٹر کو اشارہ کرتے اس سے کھانے کا پوچھا .

" بیف سٹیکس " beef steaksلڑکی نے آرڈر دیا. ویٹر کے جاتے ہی اس نے سائمن سے سوال کیا .

" نوروے کسی خاص وجہ سے آئے ہو؟"

"تم سے ملنے آیا ہوں"اس کی بات سن کر وہ مدھم سا مسکرائی .

" کیوں؟"اس لڑکی نے سٹیکس کھاتے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا.

"کیا میں اپنی بچپن کی دوست سے ملنے نہیں آسکتا" .

" سائمن! اصل بات بتاؤ" اب کی بار وہ سنجیدگی سے بولی .

"تم نے کوئی نیا کیس لیا ہے؟" سائمن کا انداز پروفیشنل تھا.

"نہیں" ایک لفظی جواب دیا.

"کیوں؟" سائمن نے سنجیدگی سے پوچھا .

"مجھے اپنے کچھ ذاتی معاملات نپٹانے ہیں" اس نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا .

"کس قسم کے معاملات؟" اب کی بار سائمن کے سوال پر اس لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا. اس کی خاموشی سے وہ اس کا گریز جان گیا تھا .

"کیا انکل ایرک اور آنٹی الیگزینڈرا باخبر ہیں؟" سائمن نے اس کے فوسٹر پیرینٹس foster parents کا ذکر کیا .

" نہیں "

"یہ معاملات کب تک ختم ہونگے؟" اس نے ایک نظر اس کا لاتعلق انداز دیکھ کر پھر سوال کیا .

" معلوم نہیں" سائمن نے ایک جانچتی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی مگر اس کا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا .

"ایک بہت پیچیدہ کیس ہے. اس کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے

میں نے جب اس کیس کے بارے میں سنا تو میرے ذہن میں پہلا نام تمہارہ ہی آیا" وہ بہت سوچ سوچ کر لفظ ادا کر رہا تھا کیونکہ سامنے بیٹھی لڑکی کسی بھی بات پر بگڑ سکتی تھی .

New Era Magazine

"میں ابھی یہ کیس نہیں دیکھ سکتی. میرے پاس وقت نہیں ہے." اس لڑکی نے صاف جواب دیا .

" کیا تم کچھ وقت نہیں نکال سکتی؟ "

" بہت مشکل ہے "

"بہت سی زندگیاں خطرے میں ہیں. اور تم انہیں بچا سکتی ہو" سائمن نے اسے ایموشنل بلیک میل کرنا چاہا .

" میں کچھ نہیں کر سکتی. میں تمہیں اپنے کولیگ کا نمبر دے دیتی ہوں وہ یہ کیس دیکھ لیں گے" اس لڑکی نے تجویز پیش کی. مگر سائمن کی بات پر وہ کچھ بے چین ہوئی تھی. اس کی بے چینی سائمن سے چھپی نہ رہ سکی تبھی لوہا گرم دیکھ کر فوراً بولا .

" تم ایک مرتبہ سوچ لو میں ابھی ایک ہفتہ اوسلو میں ہی ہوں. اگر تمہارا کیس لینے کا ارادہ بنا تو فون کر دینا میں تمہیں کیس کی ڈیٹیلز بتا دوں گا"

اس بات کا لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا اور چند اختتامی جملے کہہ کر چل دی .

.....

اسلام آباد میں اترتی شام کے سائے علوی ہاؤس پر پھیلے. سبز لان کے درمیان کھڑی سفید عمارت سارے شہر میں اپنی خوبصورتی کی وجہ سے جانی جاتی تھی. یہاں عابد علوی اور عادل علوی کے خاندان آباد تھے. دونوں بھائیوں کا گارمینٹز کا کاروبار تھا. عابد علوی کا ایک بیٹا تھا. ہارون علوی. عادل علوی کو اللہ نے جڑواں اولاد سے نوازا تھا. آنیہ علوی اور مرتضیٰ علوی مگر

بچوں کی پیدائش کے دوران ان کی بیوی ان کا ساتھ چھوڑ گئیں پھر انہوں نے اپنی زندگی کا محور اپنے دونوں بچوں کو بنالیا. عابد اور عادل علوی کے بڑے بھائی اور بھابھی کار وڈ ایکسیڈینٹ میں انتقال ہو گیا تھا اس لیے ان کے بڑے بھائی کا بیٹا احتشام علوی بھی ان کے ساتھ ہی رہائش پزیر تھا. یوں چاروں بچوں کی پرورش عابد علوی کی بیوی فاریہ نے کی. گھر کے چاروں بچوں میں خوب دوستی تھی. گھر کی واحد لڑکی ہونے کی وجہ سے آنیہ کی ہر خواہش پوری کی جاتی تھی. شام کے وقت نوجوان پارٹی گفت وشنید میں مصروف تھی. اس گفتگو کا موضوع گھر کی لاڈلی کا نیا شوق تھا. آنیہ صاحبہ کو ہر مہینے کوئی نہ کوئی نیا شوق چڑھا ہی رہتا تھا. اس دفعہ اسے پاکستان کے کوسٹل ایریا (ساحلی علاقے) دیکھنے کا شوق چڑھا تھا. گھر کے تینوں لڑکے اسکے اس شوق کے خلاف تھے. اس شوق کی سب سے زیادہ مخالفت اس کے جڑواں بھائی مرتضیٰ کی جانب سے ظاہر کی گئی تھی .

مگر آنیہ کو اپنی بات سے پیچھے نا ہٹتے دیکھ کر عادل صاحب راضی ہو گئے. انہوں نے باقی بچوں کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی مگر انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کا ہم بڑے ابا (عابد علوی) کے ساتھ شمالی علاقہ جات کی سیر پر جانا زیادہ پسند کریں گے. پھر بحث کے آخر میں طہ پایا کہ اس مرتبہ گرمیوں کی چھٹیوں میں آنیہ اپنے بابا (عادل علوی) کے ساتھ ساحلی علاقہ جات کی سیر کے لیے جائے گی اور تینوں لڑکے عابد علوی اور ان کی بیوی فاریہ (مما) کے ساتھ شمالی علاقہ جات کی سیر پر جائیں گے.

.....

آدھی رات کے سورج کی سرزمین (نوروے) میں بنے ٹیرسڈ ہاؤس میں آج خلافِ معمول ہل چل تھی. وجہ اس گھر کے میں کچھ نورویجین نقوش والی لڑکیوں کی آمد تھی. وہ کل پانچ لڑکیاں تھیں جنہوں نے آتے ہی گھر کا نقشہ بدل کر رکھ دیا تھا. ان سب کی عمر اس بلونڈ بالوں والی لڑکی کے ہی جتنی تھی. وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھی تھیں. کچھ لمحوں بعد وہ بلونڈ بالوں والی لڑکی کمرے سے نکل کر ان کی جانب بڑھی وہ شاید نہا کر نکلی تھی کیونکہ اس کے بلونڈ بال گیلے تھے. وہ اس وقت کالی جینز اور کارڈگن Cardigan (وہ سویٹر جو سامنے سے بٹن وغیرہ سے بند کیا جائے) میں ملبوس تھی. ان کے قریب آتے ہی وہ اونچی آواز میں بولی .

" یہ گھٹیا چیز میرے گھر میں کون لایا ہے؟" اس کا اشارہ ان لڑکیوں کے ہاتھوں میں موجود بیئر (شراب) کی جانب تھا .

"ہم لائے ہیں" ان لڑکیوں نے دھیمی آواز میں کہا .

" تم سب کو پتا ہے نہ مجھے یہ پسند نہیں "

" تم نہ پینا ہم تمہے مجبور نہیں کریں گے. یہ دیکھو ہم تمہارے لیے سولو solo لائیں ہیں" ان لڑکیوں میں سے ایک نے نوروے کی مشہور سوفٹ ڈرنک سولو کی طرف اشارہ کرتے کرتے ہوئے کہا .

" نورہ! ان سب بیئر کینز کو اٹھا کر پھینکو. میں اسے اپنے گھر میں برداشت نہیں کروں گی" اس نے ان میں سے نیلی آنکھوں والی لڑکی کو محاطب کرتے ہوئے مظبوط لہجے میں کہا .

اس کی بات پر وہ سب ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھنے لگیں کیونکہ کہ انہیں معلوم تھا کہ اب وہ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹے گی. پھر آخر کار نورہ نامی لڑکی اٹھی اور سب بیئر کین اٹھا کر لے گئی. اس کے جانے کے بعد وہ بلونڈ بالوں والی لڑکی سکون سے بیٹھ کر سوفٹ ڈرنک کے گھونٹ بر ھنے لگی. اس کی دوستیں اسے ناراض نظروں سے گھورنے میں مصروف تھیں.

"حجر" جب ان لڑکیوں کے گھورنے کا بلونڈ بالوں والی لڑکی پر اثر نہ ہوا تو ان سب نے اس کا نام پکار کر اسے متوجہ کروایا .

" ہمم "اپنے نام کی پکار پر وہ بلونڈ بالوں لڑکی ان کی جانب ایسے دیکھنے لگی. جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو .

" تمہے کچھ اندازہ ہے کہ وہ کتنی مہنگی تھیں "نوروے میں الکاہل گورنمنٹ ریگولیٹڈ تھی اور پورے اوسلو میں صرف ون مونوپلیٹ Vinmonopolet (وائن مونوپلی) سے ملتی تھی اور اس پر بھاری ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا .

"?میں ان کی قیمت ادا کر دوں گی "حجر نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی .

" بات قیمت کی نہیں ہے حجر "ابھی ایما کی بات ختم نہ ہوئی تھی مگر جولیا نے اکتا کر بات بدلی .

" اچھا چھوڑو اس بات کو. حجر یہ بتاؤ کے گھر کب آؤ گی "جولیا کا اشارہ اس کے فوسٹر پیرینٹس کے گھر کی طرف تھا .

" کل جاؤں گی. مور (mor نورویجین زبان میں ماں کو مور mor یا این-
مومی En- mommy کہتے ہیں (کی کئی مرتبہ کال آچکی ہے مگر میں پچھلے کیس
کے سپیسیمن کی رپورٹ بنانے میں مصروف تھی اس لئے جانہ سکی "
"?ویسے اتنے پیچیدہ کیس کو سمارٹنیس سے حل کر کے تم نے ہماری دوست ہونے کا ثبوت
دیا."اولیویا چہک کی بولی .
" آگے کا کیا ارادہ ہے؟"ایما بولی .
" کچھ خاص نہیں"
" یار اوسلو کی سیر کیے ہمیں ایک عرصہ ہو گیا ہے کیوں نہ اس سنڈے آؤٹنگ کے لیے جایا
جائے"کب سے بیٹھی جینی بولی.اس کی تجویز سے سب نے اتفاق کیا .
" ویلیم لوگوں کو بھی بلالیں گے.اسی بہانے ری یونین ہو جائے گا"اولیویا نے ان کے اور
دوستوں کا ذکر کیا .
وہ سب ہائی سکول کے دوست تھے.سب کا تعلق نوروے سے ہی تھا.ان کا گروپ گیارہ افراد
پر مشتمل تھا.چھے لڑکیاں (حجر,نورہ,ایما,جولیا,اولیویا,جینی)اور پانچ لڑکے (ویلیم,فلپ,
مارکس,اوسکر,سائمن).ان سب کو ایک دوسرے کے گھر تک رسائی حاصل تھی.مگر ہائی
سکول ختم ہونے کے بعد ان کے درمیان فاصلے در آئے تھے.کیوں کہ ان سب کی یونیورسٹیز
اور فیلڈز ایک دوسرے سے مختلف تھیں .

. حجر، جولیا، ویلیم اور سائمن تو امریکہ کی یونیورسٹیز میں زیرِ تعلیم رہے تھے. پھر جب ان سب نے پروفیشنل فیلڈ میں قدم رکھا تو ہر کوئی اپنی زندگی میں اور زیادہ مصروف ہو گیا. مگر ان کے درمیان رابطہ کبھی ختم نہ ہوا. پچھلے ایک سال سے حجر کیس کے سلسلے میں دوسرے ملک میں قیام پزیر تھی. مگر اس کی ان سب سے مہینے میں دو تین مرتبہ بات ہو جاتی تھی. دراصل حجر کے یہ دوست اس کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ تھے. اگر کوئی حجر سے پوچھتا کے تم نے اپنی ستائیس سالہ زندگی میں کیا پایا تو وہ لمحے کی تاخیر کیے بغیر جواب دیتی "دوست" جو ہر حالات میں اس کا ساتھ دیتے تھے. دنیا میں دوست ایک ایسا رشتہ ہے جس کا انتخاب انسان خود کرتا ہے اس لیے تو انسان کو اپنے دوستوں سے بہت لگاؤ ہوتا ہے .

اب ان سب کی گفتگو کا موضوع تھا کہ سنڈے کو کس جگہ کی سیر کی جائے. سب نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا پھر ایک فیصلہ کر کے انہوں نے باقی دوستوں کو فون کر کے اطلاع دی .

"کیا سائمن نوروے میں ہے؟" جینی بولی. حجر کو سائمن کے نام پر اس سے ہونے والی ملاقات یاد آئی تو وہ بولی.

" ہاں میری کل اس سے ملاقات ہوئی تھی. کہہ رہا تھا کہ ابھی ایک ہفتہ نوروے میں ہی رکے گا" حجر کی بات پر سب نے اس کی جانب حیرانی سے دیکھا. کیونکہ سائمن نے جب سے جاب شروع کی تھی وہ دبئی میں قیام پزیر تھا اور اس کا ان سے رابطہ بہت کم ہوتا تھا ایسے میں اس کی اچانک حجر سے ملاقات سب کو حیران کر گئی تھی .

" کیا کہہ رہا تھا؟" جولیا بولی .

" ایک کیس لینے کو کہہ رہا تھا" حجر نے سنجیدگی سے جواب دیا .

" تم نے کیا جواب دیا؟" جولیا نے سوال کیا .

" میں نے منع کر دیا" باقی کی بات وہ گول کر گئی تھی .

" اچھا کیا.....ابھی تو پچھلا کیس ختم ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا. کچھ دیر ریسٹ کرو پھر کوئی نیا کیس لینا." اولیویا نے ڈپٹ کر کہا .

" اچھا میری مور" حجر نے اس کے رعب ڈالنے والے انداز پر چوٹ کرتے ہوئے کہا. اس کی بات پر لاؤنج میں قہقہے بلند ہوئے. اس گفتگو کے دوران نورہ ارد گرد سے بے خبر سر جھکائے فون استعمال کرنے میں مصروف تھی. جینی نے آنکھ کے اشارے سے حجر اور باقی سب کو نورہ کی جانب متوجہ کیا تو وہ سب معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھتی نورہ کی طرف بڑھنے لگیں جینی نے نورہ کے ہاتھ سے فون اچک کر حجر کی جانب پھینکا اور پھر اس فون سے پاسنگ دا پارسل گیم کھیلی گئی. حجر سے فون ایما, ایما سے جولیا, جولیا سے اولیویا اور پھر جینی کے ہاتھوں سے گزرتا ہوا فون واپس حجر کے پاس آیا. اس دوران نورہ چیختی رہی

" میرا فون واپس کرو" مگر اس کی بات پر کسی نے کان نہ دھرے اور اپنا شغل جاری رکھا تو نورہ ناراض نگاہوں سے انہیں گھورتی فلور کشن پہ بیٹھ گئی .

حجر نے فون سکرین روشن کی تو وہاں اونلائن گیم دیکھ کر ان سب کا شرارتی موڈ غارت ہوا. نورہ کو فون میں گم دیکھ کر وہ سب تو کچھ اور ہی معاملہ سمجھیں تھیں. ان سب کی شکلیں دیکھ کر نورہ ہستے ہوئے بولی .

" ضروری نہیں جو لڑکی فون میں گم ہو وہ اپنے بوئے فرینڈ سے ہی بات کر رہی ہو. کچھ میرے جیسی لڑکیاں اونلائن گیمز بھی کھیل رہی ہوتی ہیں"

"کب بڑی ہو گی تم نورہ؟ یہ تمہاری عمر ہے بچوں جیسی گیمز کھیلنے والی" اس کی بات کے جواب میں حجر بولی .

" خبردار جو کسی نے اس گیم کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا. آج تک میں نے جتنی بھی گیمز کھیلیں ہیں یہ ان سب سے اچھی ہے. چھے مہینے پہلے ہی یہ گیم ریلیز ہوئی تھی اور اب تک اس کے پچاس ملین ڈاؤنلوڈز ہو چکے ہیں" نورہ اپنا گیم نامہ شروع کر چکی تھی .

" نام کیا ہے گیم کا؟" اولیویا جو گیمز کا تھوڑا بہت شوق رکھتی تھی پوچھ بیٹھی .

" ہنٹر " hunter

" یہ کیسا نام ہوا؟" جینی بولی .

" ہنٹر کا مطلب ہے صیاد (شکار کرنے والا)" نورہ نے وضاحت کی .

گیم کا نام سن کر حجر بھی متوجہ ہوئی. مگر اس نے کچھ کہنے سے گریز کیا.

کچھ دیر بعد وہ اس موضوع کو فراموش کر کے دوبارہ اپنی باتوں میں مصروف ہو گئیں. مگر ان میں سے ایک نفوس اس گیم کو فراموش نہ کر پایا. شام تک وہ حجر کے گھر رکیں پھر سب اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئیں. اور وہ گھر دوبارہ سے خاموشی میں ڈوب گیا .

.....

انقرہ پارک سے کچھ دور سکردور وڈ اسلام آباد پر دیو سائی ریسٹ ہاؤس کی عمارت کھڑی تھی. یہ ریسٹ ہاؤس شہر سے کچھ فاصلے پہ واقع تھا اس لیے شام کے سائے پھیلتے ہی یہاں سناٹے کا راج ہوتا تھا. مگر آج سناٹے کی جگہ کانوں کو چیرتی ہوئی آواز پورے ریسٹ ہاؤس میں پھیلی تھی. یہ آواز ایک نیوز کاسٹر کی تھی جو ریسٹ ہاؤس کے لاؤنج میں لگی ایل ای ڈی سکرین سے آ رہی تھی .

" پچھلے چھ ماہ میں وقفے وقفے سے غائب ہونے والے بچوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے. آج ایک اور اغواہ کا کیس سامنے آیا ہے. ان سب بچوں کی عمر بارہ سال کے قریب تھی. اس کیس کا سب سے اہم نقطہ یہ ہے کہ جس جگہ سے بچہ اغواہ کیا جاتا ہے وہاں اغواہ کار ایک مرے ہوئے باز کی تصویر بنا کر جاتا ہے. پولیس کا کہنا ہے کہ یہ بچوں کی ٹریفیکنگ trafficking(سمگلنگ) کا کیس ہے. اور وہ بہت جلد اس بچے اغواہ کرنے والے گروہ کو بے نکاب کریں گے ".

پورے لاؤنج میں ایل ای ڈی سے نکلنے والی روشنی پھیلی تھی. یہ روشنی بائیں جانب بیٹھے وجود کو واضح کر رہی تھی. اس شخص کی عمر تیس سال کے قریب تھی. اس کی بائیں ٹانگ مسلسل حرکت کر رہی تھی جو اس وجود کی پریشانی کا واضح اعلان تھی. ایل ای ڈی پر اب اس بچے کی تصاویریں دکھائی جا رہی تھیں اور ساتھ ہی اس مرے ہوئے باز کی تصویر بھی جسے دیوار پر بنایا گیا تھا. ایک نظر ان تصویروں کو دیکھنے کے بعد اس شخص نے بائیں جانب پڑے ریموٹ سے

ایل ای ڈی بند کی تو لاؤنج مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا. پھر وہ شخص اس اندھیرے میں ایل ای ڈی سکرین پہ نظریں جمائے کاؤچ پہ نیم دراز ہو گیا .

اس کے ماضی کے کچھ منظر اس کی نظروں کے سامنے ریل کی صورت میں چلنے لگے. ان سب مناظر میں ایک منظر واضح ہوا. وہ منظر اس کے باپ کے مرنے کے کچھ دن بعد کا تھا جب اس نے اسلام آباد کی فضاؤں سے دور جانے کا فیصلہ کیا تھا. اس کی عمر اس وقت انیس سال تھی وہ اپنے بیڈ روم میں اپنا سامان باندھ رہا تھا. جب اس کے والد کے کزن اس کے پاس آئے .

" الہان "قریب آکر انہوں نے اسے پکارہ .

" جی "

" تم کچھ دیر یہاں میرے پاس رک جاؤ "

" احتشام چچا اگر میں اب یہاں رک گیا تو زندگی میں کبھی اپنے ماضی سے پیچھا نہیں چھڑا پاؤں گا. مجھے اب کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے آپ مجھے اپنے ساتھ کا عادی نہ بنائیں. "اس کی آواز میں سرد مہری تھی .

" کیوں تم کسی سہارے کا عادی نہیں بننا چاہتے ؟"انہوں نے سوال کیا .

" کیونکہ وہ شخص جو آپ کا سہارا ہوتے ہیں جن کے کندھوں سے جھانک کر آپ دنیا کو دیکھتے ہیں جب وہ آپ سے دور چلے جاتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کے کسی نے آپ کو ٹھنڈی چھاؤں سے گھسیٹ کر تپتے صحرا میں لا پھینکا ہو. میں نے اپنی زندگی میں دو دفعہ خود کو سہاروں کا عادی

بنایا ہے اور دونوں ہی مجھے چھوڑ گئے ہیں. اب مجھے اپنی زندگی میں کسی کے ساتھ کی ضرورت نہیں " .

" جیسی تمہاری مرضی. جا کہاں رہے ہو؟" اس کے درد کو محسوس کر کے وہ موضوع بدل گئے .

" ابھی کچھ دن لاہور رکوں گا پھر امریکہ چلا جاؤں گا" تفصیل بتا کر وہ جانے لگا جب احتشام نے اسے آگے بڑھ کر گلے لگایا اور بولے .

" وہاں پہنچ کر مجھے اپنی خیریت کی اطلاع کر دینا. جب بھی پاکستان آؤ مجھ سے ملنے ضرور آنا" ان کی بات پر الہان نے سر ہلایا اور پھر کمرے سے نکل گیا راہداری سے گزرتے ہوئے وہ ایک کمرے کے باہر کچھ دیر رکا پھر اس کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا یہ ایک درمیانی سائز کا کمرہ تھا جسکے انٹیریئر سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی لڑکی کا کمرہ ہے دیواروں پر بھی ایک خوبصورت نقوش والی لڑکی کی تصویریں چسپاں تھیں. وہ آنکھوں میں نمی لیے ان تصاویروں کو دیکھتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی ایک تصویر اٹھائی یہ پانچ لوگوں کی تصویر تھی درمیان میں وہ خوبصورت نقوش والی لڑکی کھڑی تھی اور اس کے گرد چار لڑکے تھے. ان چار لڑکوں میں احتشام چچا بھی شامل تھے. اس نے وہ تصویر بیگ میں رکھی آنکھوں کے نم گوشے صاف کیے اور کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس گھر سے باہر نکل گیا .

اس کے بعد اس لاؤنج میں بیٹھے شخص کی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دھندلا ہو گیا اور اس کی جگہ ایک اور منظر واضح ہوا .

یہ آج سے چھ ماہ پہلے کا منظر تھا وہ ابھی میٹنگ سے فارغ ہی ہوا تھا جب اسے احتشام کی کال موصول ہوئی. انہوں نے اسے بچے کے اغواہ ہونے اور اغواہ والی جگہ پر بنی باز کی تصویر کے بارے میں بتایا. اس تصویر کا سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدلا .

" ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ بولا تو اس کی آواز میں بے چینی تھی .

" ہو سکتا ہے کہ یہ اتفاق ہو" ان کا جواب سنے بغیر وہ ایک مرتبہ پھر گویا ہوا .

" ہمم..... مگر یہ بات نظر انداز کیے جانے والی نہیں ہے." احتشام چچا مدھم لہجے میں بولے .

" آپ اغواہ کار کو تلاش کریں" الہان بولا .

" ٹھیک ہے " .

" اگر ایسا کوئی معاملہ پھر ہوا تو مجھے بتایئے گا" پھر کچھ اختتامی کلامات کہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا. مگر اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات قائم تھے .

یہ منظر پھر دھندلا ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اندھیرے میں تحلیل ہو گیا. مگر کاؤچ پہ نیم دراز شخص اسی انداز میں اندھیرے میں دیکھتا رہا. اس باز کی تصویر کا اتفاقاً موجود ہونا اس کی خوش فہمی ہی تھی کیونکہ وہ تصویر ہر اس جگہ بنائی گئی تھی جہاں سے بچہ اغواہ ہوا تھا. پچھلے چھ ماہ میں اب تک کل چھ بچوں کے اغواہ کی رپورٹ درج کروائی گئی تھی. اور ان بچوں کی معصوم شکلوں

نے اس کاؤچ پہ بیٹھے شخص کی راتوں کی نیند اڑادی تھی. اور آج وہ ان بچوں کے لیے گیارہ سالوں بعد اس زمین پہ لوٹ آیا تھا جہاں اس نے اپنا سب کچھ کھویا تھا. جہاں سے وہ خالی دامن ہو کر گیا تھا. مگر کون جانتا تھا کہ اب یہی فضا اسے اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوشی سے نوازنے والی ہے .

****

جاری ہے۔

نوٹ

صیاد از رباب تنویر کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)